۷۸۶

بدر الدجیٰ

فی کیفیۃ الایمان

بالمرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف:- پیر زین الدین صاحب چشتی نظامی



شیخ المشائخ قطب الاقطاب
حضرت خواجہ
شاہ محمد سلیمان تونسوی
رحمۃ اللہ علیہ
المعروف پیر پٹھان
کی سوانح حیات مبارکہ کی کتب ہمارے پاس
PDF فائل میں دستیاب ہیں
PDF
جس بھائی کو چاہیئے وہ ہمارے واٹس ایپ پر مفت حاصل کرسکتا ہے
مزید معلومات کیلئے ہمارے YouTube
یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کریں
Sulemania Chishtia Library
اس کے علاوہ دیگر تونسوی خواجگان کی سیرت پر کتب اور اسلامی کتب بھی طلب کر سکتے ہیں۔
خلیفہ مدنی تونسوی
+92 332 1717717

جامعہ عالیہ دینیہ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر

حضرت مولانا

فتح الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

دینی و عصری علوم کا حسین امتزاج

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان سے الحاق شدہ

ناظرۃ القرآن

حفظ القرآن

تجوید القرآن

درسِ نظامی

تمام شعبہ جات میں

داخلہ جاری ہے

عصری علوم

جماعت اول تا بی۔ ایس

(سوشل سائنسز)

جامعہ عالیہ دینیہ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ

مکھڈ شریف (اٹک)

0343-5894737, 0342-5276304

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ اشاعت جماعت تبلیغی فدایان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب بدر الدجیٰ فی کیفیۃ الایمان بالمرتضےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لکھی جاتی ہے جس کا مصنف پیر محمد زین الدین صاحب چشتی نظامی ہے۔

الحمد للہ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ فالذین آمنو بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون ۔ ترجمہ۔ خدا کی توحید کے بعد ہر مسلمان کا فرض ہے کہ چار چیزوں پر کاربند ہو کر جماعت مفلحین میں شامل ہو جائے۔

اوّل بعد توحید ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوم تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم تیسری۔ نصرت دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چوتھی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پس غور سے سنو کہ ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی یہ ہیں۔ کہ دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور خاتم النبیین ما ۔ بمعنی خاتمیت زمانی کے یاد رکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ماننا اور ہے اور جاننا اور ہے۔ آپ کے ظہور نبوت سے پہلے سب یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول جانتے تھے اور آپ کا وسیلہ بارگاہ ایزدی میں لا کر کفار پر فتح پاتے تھے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وکانو من قبل یستفتحون علی الذین کفرو فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور نبوت سے پہلے یہود وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لا کر فتح پاتے تھے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انہوں نے انکار کر دیا تو وہ صرف جاننے والے تھے ماننے والے نہ تھے تو ثابت ہوا کہ ماننا اور ہے اور جاننا اور ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سب مسلمانوں کو سچا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا بنائے آمین ثم آمین۔

اور ماننا ایسا کہ آپ کو رسول اور خاتم النبیین بمعنی خاتمیت زمانی کے مانے اور خاتمیت زمانی وہ معنی ہیں جس پر تیرہ سو سال سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وجمیع محدثین ومتکلمین وائمہ عظام رحمہم اللہ کا اتفاق چلا آرہا ہے۔ اور خاتمیت مرتبی والا معنی لینا جیسا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے لیا ہے باطل ہے اور خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام کا خیال قرار دینا غلط ہے دیکھو تحذیر الناس صـ۳ مصنفہ مولوی قاسم صاحب اور نیز معنی خاتمیت میں اطلاق یا عموم مجاز یا ایک معنی مراد لینے کے احتمالات پیدا کرنا اور ایک معنی والے احتمال میں بھی خاتمیت مرتبی کو شایانِ شان کہا جیسا کہ تحذیر الناس صـ۸ میں درج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر خاتم النبیین اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف لکھا ہے مفتی محمد شفیع دیوبندی نے ختم النبوۃ فی الآثار صـ۹ بحوالہ شفاء قاضی عیاض میں

لانہ اخبر انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعاً اجماعاً سمعاً

ترجمہ:۔ اس لیئے کہ آپ نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے۔ کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر اُمت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ کہ وہ بغیر کسی تاویل وتخصیص کے مراد ہے

پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

ایسی صورت میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام کا خیال قرار دینا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور اس وقت تک ساری امت کو عوام میں شمار کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک اور بات پھر یاد رکھنی ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ نبوت میں تقسیم نبوت بالذات اور بالعرض کرنی غلط ہے جیسا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے کی کیونکہ تقسیم عہد رسالت سے لیکر آج تک کسی نے نہیں کی ہے۔ اور یہ احداث فی الدین ہے۔

تلک الرسل فضلنا بعضہم۔ بعض میں فضیلت ذات مراد ہے۔ نہ کہ وصف نبوت۔ اور ص۳ تحذیر الناس میں مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ کہنا کہ تقدم یا تاخیر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں تحذیر الناس
یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ صحیح مسلم شریف کی حدیث بھی اس کی شاہد ہے۔

فضلت علی الانبیاء بست اوتیت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون

ترجمہ:۔ مجھے تمام انبیاء پر چھ وجہوں سے فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) ایک یہ کہ مجھے کلمات جامع عطا فرمائے گئے

(۲) رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی

(۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا

(۴) میرے (یعنی میری اُمت کے لئے) تمام زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیا گیا۔ اور تیمم کرنے کے لئے زمین کو پاک بنایا گیا۔

(۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بھیجا گیا۔

(۶) میرے ساتھ (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوت منقطع ہو گئی۔

ختم زمانی کی پوری تحقیق علامہ سید کاظمی شاہ صاحب مدظلہٗ کتاب التبشیر برد التحذیر میں موجود ہے۔ اُس کتاب کا مطالعہ کرو اور اِسی مسئلہ ختم نبوت پر میری ایک کتاب امتناع النظیر بھی شائع ہونے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی طباعت کی توفیق عطا فرمائے۔

اَب ہم رسول اور نبی کا مختصر بیان کرتے ہیں۔

جس شخص کو خداوند عالم نے اپنی وحی کے ساتھ مشرف فرما کر مخلوق کی طرف صرف تبلیغ ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اس کو رسول اور نبی کہتے ہیں اُس کی شرح میں عُلماء عربیت و اصول کے مختلف اقوال ہیں بعض حضرات کا خیال ہے کہ اصطلاح شرع میں یہ دونوں لفظ

مترادف ہیں یعنی اُن کے معنی ایک ہیں کوئی فرق نہیں۔
اُن کی دلیل یہ ہے۔ کہ قرآن پاک میں ایک ہی شخص کی نسبت
کبھی رسول بولا گیا ہے۔ اور کبھی نبی۔ اور یہ مذہب جمہور معتزلہ کا ہے۔
اور بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ رسول بہ نسبت نبی عام ہے۔
اور نبی کے لئے اِنسان ہونا ضروری ہے۔
فرشتے کو نبی نہیں کہا جاتا۔
رسول جس طرح انسان ہوتا ہے فرشتے بھی رسول ہو سکتے ہیں
جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

لقد جاءت رُسلنا با البشریٰ

ترجمہ :۔ بے شک ہمارے رسول (یعنی ملائیکہ) ابراہیم علیہ السلام
کے پاس خوشخبری لے کر آئے اور جمہور اہل سُنت و الجماعت و
عُلماء سلف کی تحقیق یہ ہے۔ کہ نبی عام ہے اور رسول خاص ہے۔
کیونکہ اصطلاح شرع میں رسول صرف اُس شخص کو کہا جاتا ہے۔ کہ
جس کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی کتاب دی گئی ہو یا وہ جو مستقل
شریعت لے کر آیا ہو۔ اور نبی اللہ کے لئے یہ دونوں شرط نہیں
ہیں۔ بلکہ نبی اُس شخص کو بھی کہا جا سکتا ہے جو صاحب شریعت و
کتاب ہو اور اُس شخص کو بھی جس کو خداوند عالم کی طرف سے
وحی ہو اور تبلیغ احکام کرتا ہو۔ لیکن اُس کے لئے کتاب یا

شریعت جدیدہ نہ ہو قرآن شریف کی متعدد آیات اِس تحقیق پر شاہد ہیں۔ دیکھو۔ وما ارسلنا من رسول ولا نبی

اِس آیت کریمہ میں لفظ رسول کے بعد لفظ نبی بغرض تعمیم بعد از تخصیص ذکر کیا گیا۔ نیز حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی ذر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان الانبیاءُ مائتہ الف واربعتہ وعشرین الفاً وکان الرسل خمسة عشر و ثلثہ مائتہ رجل منھم اولھم آدم الی قولہ

آخرھم محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ روایت ہے۔ ابوؓذر سے کہ آنحضرت محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ہیں۔ اور رسول تین سو پندرہ ہیں جن میں سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخریں محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ حدیث اسحاق بن راھویہ بن اُبی شیبہ ابوجعلہ نے روایت کی ہے اور حبان؛ ابن حجر نے اِس کو صحیح فرمایا اِس حدیث نے بالکل صاف واضح کر دیا کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔ اور انبیا بہ نسبت رسول کے زیادہ ہیں یہی مسلک جمہور اہل سُنت والجماعت کا ہے۔ حافظ ابن حجر شارح بخاری نے صفحہ ۲۳۱ کتاب التبعیر میں تفریح کی ہے زرقانی نے شرح مُوطا میں ابن ہمام نے

سامرہ میں قاضی عیاض نے شفاء میں جمہور اہل سنت والجماعت
کو اس سے کوئی انکار نہیں کہ بعض مواضع میں لفظ رسول نبی کے
جگہ یا نبی کے جگہ لفظ رسول استعمال ہوتا ہے۔ تو وہ مجازاً کہا گیا
ہے۔ تو آپ معنی رسول و نبی اور معنی خاتمیت کو جان کر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں
کو صحیح مسلمان بناوے آمین

جماعت تبلیغی فرمایان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی
مقصد ہے۔ کہ اصول دین کی تبلیغ کرے وصلی اللہ تعالےٰ
علےٰ خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الدر المنتقیٰ فی امتناع نظیر المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب بدر الدجیٰ میں جو مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان باخاتمیت زمانی کے متعلق لکھا گیا ہے۔ تو اس مسئلے کے ساتھ یہ ضروری تھا کہ مسئلہ امتناعِ نظیر کا لکھا جاوے جب کہ فریق مخالف امکان نظیر کے قائل ہیں سو اس مسئلے کی وضاحت کے لیے ایک چھوٹا سا مختصر رسالہ اب الدر المنتقیٰ فی امتناع نظیر المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم الذی لا نظیر لہ فی الکونین وھو خاتم النبیین۔

اما بعد واضح ہو کہ اس دور پر فتن میں زمین حقہ اہل سنت والجماعت کے خلاف کئی فرقے پیدا ہو گئے جن میں سے ایک فرقہ ایسا بھی ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ممکن ہے۔ حتیٰ کہ مولوی اسماعیل دیوبندی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے۔ کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے۔ تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبرئیل اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے اس کا جواب عند المحققین یہ ہے کہ قدرت کے دو تعلق ہیں ایک تعلق معنوی جس پر وجود مقدور مرتب نہیں ہوتا۔ بلکہ تمکن قدرت قادر مرتبہ ہوتی ہے یعنی قادر چاہے تو اس چیز کو موجود کرے اور چاہے تو معدوم کرے اور یہ تعلق لازم ہے قدرت قدیمہ کے لئے دوسرا تعلق قدرت کا فعالہ ہے۔ اس پر یا چیز کا وجود مرتب ہوتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے یا عدم پھر وہ

معدوم ہو جاتی ہے۔ دیکھو نبراس شرح شرح عقائد میں حاشیہ پر کستلی نے لکھا

قال الکستلی ان للقدرۃ عند المحقیقین تعلقین تعلق معنوی لا تترتب

علیہ وجود المقدور بل تمکن القادر علیہ۔ من ایجادہ وترکہ وھذا التعلق

لازم للقدرۃ القدسیہ وتعلق آخر تترتب علیہ وجودہ فیدرکہ او عدمہ

ہر چیز قدرت سے واقع ہوتی ہے۔ اور قدرت تابع مشیٔت ہے تو

ثابت ہوا کہ ہر چیز مشیٔت سے واقع ہوتی ہے۔ دیکھو خیالی کتاب العقائد

کل شئی واقع بقدرتہ وقدرتہ تابع بمشیئتہ فثبت ان کل شئی واقع بمشیئتہ

تو ثابت ہوا کہ قدرت اس چیز کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ

چاہتا ہے۔ تو پھر چاہنے پر جب چیز موجود ہو جاتی ہے تو پھر دوبارہ اِس سے قدرت

متعلق نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو خفاجی علے البیضاوی صہ ۱۴۳

لاستحالتہ تعلق القدرتہ والخلق والتکوین والایجاد بالموجود

بعد وجودہ۔ والحاصل ان اصل کل شئی تعلقت بہ مشیٔتہ تعلقت بہ قدرتہ

فلا یقال ھو قادر علے المحال لعدم وقوعہ ولزوم کذبہ ولا یقال غیر

قادر تعظیما۔ ترجمہ۔ قدرت کا تعلق خلق۔ تکوین اور ایجاد سے شئے کے موجود ہونیکے بعد محال ہوتا ہے اور حاصل یہ ہے

کہ جس چیز کے ساتھ خدا کی مشیٔت (چاہنے) کا تعلق ہوتا ہے۔ قدرت اُسی کیساتھ متعلق ہوتی ہے پس نہ کہا جائیگا کہ اللہ

قادر ہے محال چیز پر کیونکہ اُس نے واقع نہیں ہونا ہے۔ اور علم باری میں واقع ہو چکا ہے کہ یہ چیز محال ہے اور واقع نہ ہوگی

اب اگر اُس کو اللہ موجود کرے تو خدا کا جھوٹ لازم آئیگا اور اللہ جھوٹ سے پاک ہے اور نہ کہا جائیگا کہ خدا قادر نہیں تعظیم کیلئے۔

ممتنعات بوجہ عدم صلاحیت تعلق قدرت داخل نہیں ہوتے ورنہ

خلاف علم الٰہی لازم آتا ہے۔ شرح مواقف صہ ۲۱ منع الاشاعرۃ مطلقا

فی معدوم الممکن والممتنع جمیعا فقالوا المعدوم الممکن لیس لشیٔ کا المعدوم

لان الموجود عندھم نفس الحقیقۃ فرفعہا رفع شیٔ ذھب الیہٖ الاشاعرہ

ترجمہ:۔ منع کیا ہے اشاعرہ نے مطلقا معدوم ممکن اور ممتنع میں اور کہا کہ

معدوم ممکن کوئی چیز نہیں اور وہ کام کا المعدوم ہے۔ کیونکہ موجود ان کے نزدیک

نفس حقیقت ہے تو نفس حقیقت چونکہ معدوم ممکن میں اٹھ گئی ہے تو معدوم

ممکن بھی نہ رہا مگر ان لوگوں کا یہ کہنا کہ جس چیز پر انسان قادر ہے۔ اللہ بھی اس

پر قادر ہے۔ ورنہ عجز باری لازم آئے گا غلط ہے یہ کہنا اس لئے غلط ہے۔ کہ

انسان کے بچے ہیں تو معاذ اللہ خدا کے بھی بچے ہیں انسان کی بیوی ہے تو نعوذ

باللہ خدا کی بھی بیوی ہے۔ اللہ تعالیٰ توالد تناسل بچوں سے پاک ہے۔ بے عیب

ہے۔ اسی طرح ظلم زنا وغیرہ سے پاک ہے۔ جب ایک چیز میں صلاحیت تعلق

قدرت نہیں ہے۔ تو قدرت کب اُس سے متعلق ہو سکتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ کو اختیار تھا کہ

آپ کے مثل پیدا کر ڈالے لیکن آپ کو کافۃ للناس بے مثل نذیراً للعالمین

رحمۃ العالمین بنا کر بھیج دیا آپ کا انتخاب ہو گیا کہ آپ بے مثل خاتم النبیین

رحمۃ للعالمین نذیر للعالمین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ القاب دیکر آپ کو

بے مثل نبی بنا دیا۔ تو اب آپؐ کے بعد آپ کا مثل کوئی اور نبی آنا محال ہے۔

شعر: کوئی مثل نہ ان کا کسطرح وہ ہیں سب کے مبدأ و منتہا

نہیں دوسرے کی یہاں جگہ یہ وصف دو کو ملا نہیں

لم یخلق الرحمن مثل محمد × ابدا وحقق انہ لا یخلق

تاریخ اگر ڈھونڈے گی ثانی محمد — ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملیگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ماننے سے دو باتیں لازم آتی ہیں اس طرح سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بنص قطعی آخری نبی ہیں آپ کی کتاب آخری کتاب ہے نذیر العالمین کافتہ الناس کے رسول ہیں یعنی سب کے رسول ہیں اب اگر کوئی شخص آپ کی مثل نبی فرض کیا جاوے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اسی طرح آخری نبی ہیں۔ اور جمیع اوصاف مندرجہ بالا سے متصف ہے تو وہ آپ کا مثل نہ رہا اور اگر اس مثل میں اوصاف پائے گئے یعنی وہ آخری نبی قرار پایا تو پھر آپ آخری نبی نہ رہے۔ اور آپ کا آخری نبی نہ ہونا محال ہے لہٰذا آپ کو مثل فرض کرنا بھی محال ہو گیا کیونکہ فرض محال محال ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کرنے والے قیامت کے دن میں اور سب سے پہلے کلام کرنے والے ہیں اللہ سے اور سب سے پہلے ہی پلصراط پر گزرنے والے ہیں اور سب سے پہلے اپنی قبر سے نکلنے والے ہیں۔ اور سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا ہے۔ اب اگر کوئی آپ کا مثل ہو تو اس میں اگر یہ سب صفات رہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب صفات میں اوّل نہ رہے۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ اور اگر یہ صفتیں اس بناوٹی نبی میں نہ پائی جاویں تو وہ مثل مثل نہ رہا نیز آپ صلعم سب اولاد آدم کے سردار ہیں۔ اور آپ کا لقب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ساری اولاد آدم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سارے انسانوں کے آپ خطیب ہوں گے۔ ساری اُمت کو آپ

دوزخ سے بچائیں گے اور سارے بگڑوں کو آپ بنائیں گے سارے لوگوں کی آنکھیں آپ کو دیکھیں گی سارے باہمہ عاصیوں کے آپ کی طرف دوڑینگے سارے لوگوں سے بڑھکر آپ کو مقام محمود ملیگا۔ اب بتایئے آپ کی مثل اگر اور نبی ہوگا تو اس میں یہ صفتیں ہوں گی یا اگر نہ ہوں گی تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا جو کہ محال ہے۔ اور اگر نہ ہوں تو مثل نہ رہا خلاصہ کلام یہ ہوا کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ دو خدا کا ہونا محال ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اور دو مصطفےٰ ہونا محال ہے خلاصہ کلام ہے۔ اتنی مفصل بحث کے بعد یہ ہے کہ ہم خدا کی قدرت ہر چیز پر مانتے ہیں لیکن جن ممتنعات میں صلاحیت قبول قدرت نہیں تو اب اس مسئلہ اعتقادیہ کو علم کلام کی ضعیف روایت پر مبنی کرنا بے انصافی ہے جب فاعل میں اثر طاقت ہو اور مفعول میں صلاحیت قبول نہ ہو تو قصور مفعول کا ہے نہ فاعل کا

تو جبکہ علم الٰہی میں ثابت ہو چکا ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور مشیت ایزدی سے انتخاب اللہ نے آپ کے خاتم النبین کا کر دیا۔ تو اب آپ کے نظیر بنانے سے قدرت فعالہ کا تعلق نہ رہے گا اور اگر تعلق فعالہ مانا جاوے تو خدا کا کذب یعنی جھوٹ لازم آئے گا۔ اور امکان کذب کے قائل فریق مخالف ہیں نہ کہ ہم امکان کذب کا لفظ غلط ہے اور بے ادبی ہے در اصل یہ لفظ خلف وعید فی حق المومنین

یعنی گنہگار مومن مستحق دوزخ ہیں ان کو معاف کر دینا یہ کرم ہے نہ کہ

امکان جھوٹ دیکھو نبراس شرح شرح عقائد ص ۳۶۶

زعم بعضہم اے لبعض اہل السنۃ ان الخلف فی الوعید کرم

فیجوز من اللہ والمحققون علی خلافہ لضعفہ اے کیف یصح الخلف

المحققون علی خلافہ وھو تبدیل القول وقد قال اللہ لا یبدل

القول لدی اللام للجنس لا للعہد جو بعض خلف وعید کے قائل ہیں وہ

یہ جواب دیتے ہیں کہ خدا کا معاف کرنا مشیئت سے تعلق ہے۔ اگرچہ

تصریح نہیں کی گئی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ وعید کبھی انشاء ہوتا

ہے۔ نہ اخبار اور انشاء صدق و کذب کا احتمال نہیں رکھتا ہے۔ بہر کیف

یہ مسئلہ بھی خلف وعید ہے۔ نہ امکان کذب تو اب قول بعض اور ضعیف

پر امکان کذب اور امکان نظیر کا قائل ہونا اور پھر اس پر حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے مثل کا قائل ہونا کتنا ظلم ہے۔ اور امکان کذب بالنظیر

جیسا کہ فرض کرتے ہیں اگر واقعی سمجھا گیا۔ تو یہ کفر ہے۔ جیسا کہ کتاب

بوادر النوادر میں مولوی اشرف علی نے لکھا ہے۔ نیز ختم نبوت زمانی

کا مسئلہ عقیدہ کا اس پر علم کلام کے مسائل کو ٹھونسنا سخت بے انصافی ہے،

اور احد آیت فی الدین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک

کسی نے اس آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا معنی

اور کوئی نہیں کئے ہیں۔ پس یہ ایک ہی معنی متواتر ہیں۔ تو آیت کریمہ قطعی

طور پر اسی ایک معنی میں منحصر ہے اور کوئی ایسے معنی جو اس معنی یا اس کی قطعیت کے خلاف ہو تو ہرگز صحیح نہ ہوں گے۔

نبوت کی تقسیم ذاتی اور عرضی کی طرف اور خاتمیت کی تقسیم رُتبی اور زمانی کی طرف کرلی یہ خود من گھڑت تقسیم ہے اور اسی سے فرضی نبی بنانے والی خرابی لازم آرہی ہے۔ دیکھو تکملہ مولوی ادریس کاندہلوی ص۵۵ عبارت ذیل ہے۔ کہ خاتمیت زمانیہ اور رُتبیہ میں فرق ہے یہ کہ خاتمیت زمانیہ کے اعتبار سے حضور کے بعد کسی نبی کا آنا شرعاً محال ہے۔ اور نا ممکن ہے۔ اور خاتمیہ رُتبیہ کے اعتبار سے بفرض محال ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اور مرتبیت میں کوئی فرق نہ آئیگا تو ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی خاتمیت زمانی ہیں۔ نہ رتبی باقی رہا اثر ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا متن ضعیف ہے۔ جیسا کہ بیہقی نے لکھا ہے۔ تو اب اس کے سند کے صحیح ہونے پر جس پر مولوی قاسم صاحب نے زور دیا ہے۔ متن کی صحت لازم نہیں آتی تفسیر روح المعانی نے بھی اثر مذکور کو شاذ لکھا ہے اور ابوحیان نے بحر میں لکھا ہے۔ کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اور مولانا انور شاہ کشمیری نے فیض الباری جلد نمبر۳ ص۳۳۳ میں تحذیر الناس کی اِس عبارت پر جرح کی ہے۔ امام سخاوی کے

نزدیک بھی یہ حدیث مجہول ہے اور اس کا ماخذ احادیث بنی
اسرائیل کے سوا کچھ نہیں پس ان حالات میں یہ اثر نص قطعی
کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جسے بغور دیکھنے کے بعد اس حقیقت
کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ اثر مذکور معلل
ضعیف ہے اللہ تعالے سب مسلمانوں کو خاتمیت زمانی
پر پختہ اور قائم رکھے آمین ثم آمین
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین